



سوال

میں نے آپ کی ویب سائٹ پر بدعت کرنے والے شخص کے متعلق سوال پڑھا ہے، جس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے لیکن اس کی بدعت شرک کی حد تک نہ پہنچی ہو، لیکن میں نے ابن ماجہ اور دارمی کی درج ذیل حدیث کے ساتھ اس کا موازنہ کیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ تو روزہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی نماز اور صدقہ اور نحر اور عمرہ اور نہ ہی جہاد، اور نہ توبہ اور فدیہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آٹے سے بال" اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ہم بدعتی کے پیچھے نماز کس طرح ادا کر سکتے ہیں چاہے وہ شرک کا مرتکب نہ بھی ہو؟ جیسا کہ سابقہ حدیث میں "صاحب البدعت" کا کلمہ وارد ہوا ہے جو ہر عام ہونے کی بنا پر ہر بدعتی کو شامل ہے، میں جس علاقے میں رہتا ہوں وہاں بعض مساجد میں بدعت کا ارتکاب ہوتا ہے اور جس مسجد میں سنت پر عمل ہوتا ہے وہ میرے گھر سے دور ہے لہذا مجھے کیا کرنا چاہیے؟ برائے مہربانی اس معاملہ کو کتاب و سنت کے دلائل دے کر بیان کریں، اللہ تعالیٰ آپ کے اس عمل میں برکت عطا فرمائے

جواب

الحمد للہ

اول:

بدعتی کے پیچھے نماز ادا کرنے کے حکم میں سوال نمبر (20885) اور (26152) کے جوابات میں تفصیل گزر چکی ہے اس لیے یہاں دوبارہ ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں

دوم:

سوال میں جو حدیث بیان کی گئی ہے اور اس کے علاوہ دوسری مرفوع احادیث جن میں بدعتی کا عمل قبول نہ ہونے کا ذکر کیا گیا ہے وہ یا تو ضعیف ہیں اور یا بھر منکران میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ذیل میں ہم اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں:

پہلی حدیث:

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ تو روزہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی نماز اور صدقہ اور نحر اور عمرہ اور نہ جہاد اور نہ توبہ اور فدیہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح آٹے سے بال"

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (49).

ابن ماجہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی داؤد بن سلیمان عسکری نے اور وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علی البواشم بن ابی خداش موصلی سے وہ محمد بن محسن سے حدیث بیان کرتے ہیں اور وہ ابراہیم بن ابی عبیدہ سے وہ عبد اللہ بن دہلیبی سے وہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث نمبر (1493) میں اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں:



یہ حدیث موضوع ہے، اس کی آفت یہ ابن محسن راوی ہیں جو کہ کذاب ہے، جیسا کہ ابن معین اور ابو حاتم کا کہنا ہے اور حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں اسے انہوں نے جھوٹا کہا ہے، اور بوسیری نے اس کے متعلق تساہل سے کام لیا ہے وہ کہتے ہیں:

"اس کی سند ضعیف ہے، اس میں محمد بن محسن ہے اور سب اس کے ضعیف ہونے پر مستفق ہیں

دیکھیں: الزوائد (10/1).

ان کے تساہل کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات راوی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہو سکتا ہے لیکن وہ کذاب نہیں ہوتا، تو اس وقت بغیر کسی سبب کے اتفاق ذکر کر دینا راوی کے واقع کے متعلق معتبر نہیں ہوگا، لہذا آپ غور کریں "انتہی

دیکھیں: السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ حدیث نمبر (1493).

دوسری حدیث:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بدعت ترک کر دے"

اسے ابن ابی حاتم نے الجرح والتعديل (439/9) اور ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (50) اور ابوالفضل المقرئ نے احادیث فی ذم الکلام واحد (111/3) میں اور ابن ابی عاصم نے السنۃ حدیث نمبر (32) میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (185/13) میں اور ابن الجوزی نے ان کے طریق سے العلل المتناہیۃ (144/1) میں روایت کیا ہے

ان سب نے بشر بن منصور راوی عن ابی زید عن المغیرۃ عن عبداللہ بن عباس کے طریق سے روایت کی ہے

ابن ابی حاتم اس کو روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں:

الوزعہ سے ان دونوں یعنی الوزید اور ابوالمغیرہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں ان دونوں کو نہیں جانتا، اور نہ ہی بشر بن منصور کو جانتا ہوں جس سے الأشج نے روایت کی ہے "انتہی

اور ابن الجوزی کہتے ہیں:

"یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت نہیں، اور اس میں مجھول اشخاص پائے جاتے ہیں "انتہی

دیکھیں: العلل المتناہیۃ (145/1).

اور علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"یہ منکر ہے، اور اس کی سند ضعیف اور مسلسل بالمجھولین ہے، الوزعہ کہتے ہیں: میں نہ تو الوزید کو جانتا ہوں اور نہ ہی اس کے شیخ کو اور نہ بشر کو، اور امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے اول میں لکھتے ہیں: پہل اور آخر کے متعلق کہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ دونوں کون ہیں "اور بوسیری رحمہ اللہ نے "الزوائد" (11/1) میں ان کی موافقت کی ہے "انتہی



دیکھیں: السلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث نمبر (1492).

سوم:

بعض لوگوں پر علی بن ابی طالب سے وارد شدہ درج ذیل حدیث کی بنا پر اشکال پیدا ہو سکتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں بدعت کرنے والے کے متعلق فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کریگا اور نہ ہی اس سے فدیہ قبول کریگا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7300) صحیح مسلم حدیث نمبر (1370).

اسی طرح تابعین سے مستقول ہے مثلاً حسن بصری کہتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ تو روزہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی روزہ اور نہ حج اور عمرہ حتیٰ کہ وہ بدعت کو ترک کر دے" انتہی

اسے آجری نے الشریعۃ (64) میں اور ابو شامہ نے الباعث علی انکار البدع والحوادث صفحہ (16) میں روایت کیا ہے، اور اسی طرح امام اوزاعی سے بھی مروی ہے جیسا کہ ابن وضاح کی البدع والنہی عنہا (27) میں درج ہے

اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے ان کا قول مروی ہے:

"بدعتی کا کوئی عمل اللہ کی جانب نہیں اٹھایا جاتا"

اسے لاکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ (139/1) میں نقل کیا ہے

امام شاطبی رحمہ اللہ نے ان آہٹار کی شرح میں دو احتمال ذکر کیے ہیں:

یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ:

اس کا مطلقاً کوئی بھی عمل قبول نہیں کیا جاتا، چاہے وہ کسی بھی طریقہ پر ہو سنت کے موافق یا مخالف

یا اس سے مراد یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اس بدعت کا خاص کر وہ عمل قبول نہیں کرتا جو بدعت ہے لیکن بدعت کے علاوہ باقی عمل قبول ہوتے ہیں

رہا پہلا تو اس میں تین وجوہ ممکن ہیں:

پہلی وجہ:

یہ لپٹے ظاہر پر ہو کہ ہر بدعتی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہونا چاہے اس کی بدعت کیسی بھی ہو، اور وہ بدعت اس میں داخل ہو یا نہ، دین میں بدعات ایجاد کرنے والوں کے لیے یہ بہت



شدید اور سخت ہے

دوسری وجہ:

اس کی اصل بدعت ہو اور باقی سارے اعمال اس کی فرع جیسا کہ جب خبر واحد پر عمل کرنے سے مطلقاً انکار کر دے کیونکہ عام احکام کی تکلیف تو اس پر مبنی ہے

تیسری وجہ:

بدعتی کو بعض تعبدی یا دوسرے امور میں اس کی خاص بدعت کا اعتقاد اسے ایسی تاویل کی طرف لاسکتا ہے جس سے اس کا شریعت میں اعتقاد ضعیف ہو جائے اس سے اس کے سب عمل باطل ہو جائینگے

رہا دوسرا تو اس سے خاص کر ان اعمال کی عدم قبولیت مراد ہے جس میں بدعت ہو، تو بھی ظاہر ہے اور اس پر ہی یہ حدیث دلالت کرتی ہے:

"ہر وہ عمل جس پر ہمارا حکم اور امر نہیں وہ مردود ہے" انتہی مختصراً

دیکھیں: الاعتصام (108/1-112).

لیکن اس مسئلہ میں تحقیق وہی ہے جو ڈاکٹر ابراہیم الرحلی نے اپنی کتاب "موقف اهل السنة من اهل الاحواء والبدع" میں ذکر کی ہے وہ کہتے ہیں:

"جس پر ظاہری نصوص اور سلف رحمہ اللہ کی کلام دلالت کرتی ہے کہ بدعتی کا اللہ تعالیٰ عمل قبول نہیں کرتا، اس کو درج ذیل وجوہات پر محمول کیا جاسکتا ہے:

پہلی وجہ:

کلام ظاہر پر محمول ہوگی، اور مراد یہ ہے کہ بدعتی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوتا، چاہے وہ عمل بدعت ہو یا غیر بدعت یہ کافر بدعتی کے حق میں ہے غیر کافر کے لیے نہیں

دوسری وجہ:

بدعت کا وہ عمل رد ہوگا جو خاص کر بدعت ہے، چاہے وہ خالصتاً بدعت ہو یا پھر شرعی ہو اور اس میں بدعت داخل ہوئی اور اسے خراب و فاسد کر دیا

تیسری وجہ:

بطور سزا عمل کا اجر ضائع ہو جاتا ہے، گویا کہ وہ قبول ہی نہیں ہوا

چوتھی وجہ:

نصوص ترضیب اور بدعت سے نفرت اور دور رہنے پر محمول ہیں

یہاں سلف کی کلام اور نصوص کی توجیہ پر محمول کرنے کا باعث وہ ہے جو ان نصوص کے معارض شرعی اصول سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان شخص کا عمل اس وقت قابل قبول ہوتا ہے جب اس میں دو شرطیں اخلاص اور متابعت یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا پائی جائیں، بغیر دیکھے کہ صاحب عمل دوسرے اعمال میں بدعت یا معصیت کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں، کیونکہ اس کی قبول عمل پر کوئی تاثیر نہیں" انتہی مختصراً

